فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

"تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے" (ترجمہ شیخ الہند)

# فتاویٰ یسئلونک

## آپ کے مسائل کا شرعی حل

رئیس دار الافتاء حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب

شمارہ 191 | جمعۃ المبارک 29 ربیع الثانی 1444ھ 25 نومبر 2022ء

### اس شمارے میں شامل فتاویٰ جات

- سور کے گوشت کی سپلائی کا حکم
- وِنڈ چائم لگانے کا شرعی حکم
- والد کی زندگی میں وراثت کا مطالبہ کرنا
- مسائل عدت
- سورج گرہن کا اثر

### سوال ارسال کرنے کے طریقے

- سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہ جمع کروائیں۔
- ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

زیر اہتمام: فقہ اکیڈمی کراچی

C-335، بلاک-1، گلستان جوہر، بالمقابل جامعہ کراچی، یونیورسٹی روڈ، کراچی، پاکستان۔

## خنزیر کے گوشت کی سپلائی کا حکم

**سوال:** مسلمان کے لیے پورک (خنزیر کے گوشت) کی سپلائی کرنا بھی ناجائز ہے یا صرف اس کا کھانا حرام ہے؟ جیسے اگر اس سے بنی ہوئی کوئی کھانے کی چیز ہو تو کیا اس کی سپلائی کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

**جواب:** ایک مسلمان کے لیے جس طرح خنزیر کا گوشت، یا خنزیر کے اجزاء پر مشتمل مصنوعات کا کھانا، استعمال کرنا حرام ہے، اسی طرح کسی مسلمان یا کافر کو خنزیر کا گوشت یا خنزیر کے اجزاء پر مشتمل مصنوعات بیچنا، یا سپلائی کرنا یا پہنچانا (ڈیلیوری کرنا) بھی حرام ہے۔ اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حلال نہیں۔

[قُل لَّا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ][الأنعام: ١٤٥]

«(و لايجوز بيعها) لحديث مسلم: «إن الذي حرم شربها حرم بيعها»(قوله: في حق المسلم) أما الذمي فهي متقومة في حقه كالخنزير حتى صح بيعه لهما". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الأشربة:٦/٤٤٩)

"وكذلك الخنزير لايجوز بيعه لكونه ليس بمال متقوم شرعاً، وكذلك بيع أجزاء الخنزير لايجوز عند الجمهور..... ثم الأحكام التى ذكرناها فى بيع الخمر والخنزير تنطبق على ما إذا كان المتبايعان مسلمين، أوكان أحدهما مسلما" (فقه البيوع:١/٢٩٠) (ومن حمل لذمي خمرا بأجر طاب له) عند الإمام (وعندهما يكره) له ذلك لوجود الإعانة على المعصية وقد صح أن النبي - عليه الصلاة والسلام - «لعن في الخمر عشرا وعد منها حاملها والمحمول إليه» وله أن المعصية في شربها لا في حملها مع الحمل يحمل على الإراقة أو التخليل والحديث محمول على الحمل المقرون بقصد المعصية وعلى هذا الخلاف إذا آجر دابة لينقل عليها الخمر أو آجر نفسه ليرعى الخنازير" (مجمع الانهر، فصل فى الكسب:٢/٥٣٠)

"ولا يجوز الاستئجار على حمل الخمر لمن يشربها، ولا على حمل الخنزير. وبهذا قال أبو يوسف ومحمد والشافعي. وقال أبو حنيفة: يجوز، لأن العمل لا يتعين عليه، بدليل أنه لو حمل مثله جاز. وروي عن أحمد فيمن حمل خنزيرا أو خمرا لنصراني قوله: إني أكره أكل كرائه، ولكن يقضى للحمال بالكراء. والمذهب خلاف هذه الروايات؛ لأنه استئجار لفعل محرم، فلم يصح، ولأن النبي صلى الله عليه وسلم لعن حاملها والمحمولة إليه". (الموسوعة الفقهية الكويتية، الاجارة على المعاصى: ١/٢٩٠)

## وِنڈ چائم لگانے کا شرعی حکم

**سوال:** وِنڈ چائم Wind Chime ایک طرح کی ڈیکوریشن ہے جو مسلمانوں کے گھروں میں بھی خاص طور پر داخلی دروازوں اور کھڑکیوں میں لگائی جاتی ہے، ہوا کے چلنے سے اس میں گھنٹی کی سی آواز پیدا ہوتی ہے اور اس میں موجود گھنٹیاں بھی بجتی ہیں۔ کچھ بہنوں کو اشکال ہے کہ یہ مندروں، چرچ اور چائنیز ٹیمپلٹ میں لگی گھنٹیوں کی مشابہت ہے، اس بارے میں رہنمائی فرما دیجیے۔

**جواب:** اگر وِنڈ چائم 'Wind Chime' (جھنکار) ایسا ہو جس کی آواز کفار کی عبادت گاہوں کی گھنٹیوں جیسی ہو، یا موسیقی جیسی ہو، تو اُس کا لگانا جائز نہیں۔ اور اگر اس کی آواز کفار کی عبادت گاہوں کی گھنٹیوں یا موسیقی جیسی نہ ہو تو محض گھر کی زینت کے مقصد سے لگانے کی گنجائش ہے، تاہم اس کی گھنٹی جیسی آواز کی طرف متوجہ ہو کر سننا اور لطف اندوز ہونا جائز نہیں، اس لیے حتی الامکان اسے ایسی جگہ پہ لگایا جائے جہاں ہوا کا گزر کم سے کم ہو، تاکہ گھنٹی کی آواز پیدا ہی نہ ہو۔ اور جو آواز ہوا کے چلنے سے خود بخود پیدا ہو اُس کی طرف توجہ نہ دی جائے۔ ایسی صورت میں چرچ یا مندر کی مشابہت کا گناہ نہیں ہوگا، کیونکہ گھنٹی کا استعمال ہر قوم میں مختلف مقاصد کے لیے عام ہے۔ اس کو چرچ، مندر وغیرہ کے ساتھ مخصوص نہیں سمجھا جاتا۔

"ثم اعلم أن مسألة الشعار إنما تجرى فيما لم يرد فيه النهى من صاحب الشرع خاصة، وما ورد فيه النهى فإنه يمنع عنه مطلقا، سواء كان شعاراً لأحد أو لا. أما إذا لم يرد به النهى وكان شعاراً لقوم ينهى عنه أيضا، فإن لم يكفوا عنه حتى حصل فيه الاشتراك أيضا واختاره الصلحاء بكف اللسان عنه". [فيض البارى، باب الصلاة فى الجبة الشامية:٢/١٦]

"وجوزه الشافعى بلا كراهة وهما بها للتشبه بأهل الكتاب: أى إن قصده؛ فإن التشبه بهم لا يكره فى كل شىء، بل فى المذموم وفيما يقصد به التشبه، كما فى البحر.۔۔قال

هشام: رأيت على أبي يوسف نعلين مخصوفين بمسامير، فقلت: أترى بهذا الحديد بأسا؟ قال لا قلت: سفيان وثور بن يزيد كرها ذلك؛ لأن فيه تشبهاً بالرهبان؛ فقال «كان رسول الله - صلى الله عليه وسلم - يلبس النعال التي لها شعر» وإنها من لباس الرهبان. فقد أشار إلى أن صورة المشابهة فيما تعلق به صلاح العباد لا يضر، فإن الأرض مما لا يمكن قطع المسافة البعيدة فيها إلا بهذا النوع. اهـ (الدر المختارمع رد المحتار:١/ ٦٢٤)

## والد کی زندگی میں وراثت کا مطالبہ کرنا

**سوال:** ایک ایسے شخص کے لئے جس کی ملکیت میں صرف ایک مکان جس میں اس کی رہائش ہو اور ایک ایسی کرائے کی دکان جس کی آمدنی سے گھر کا خرچ چلتا ہو، اور اس کے بیٹے اس شخص کی زندگی میں ہی وراثت میں اپنا حصہ طلب کریں، تو اسے گھر اور دوکان کا مال بیچ کر اپنی اولاد کو وراثت میں سے حصہ دینا لازم ہو گا؟

**جواب:** میراث اُس مال کو کہا جاتا ہے جو مرنے والا مرتے وقت اپنی ملک میں چھوڑ کر جاتا ہے، لہٰذا زندگی میں اولاد کا اپنے والد سے میراث کے نام پر مال کا مطالبہ کرنا جائز نہیں۔ زندگی میں اُن کا کوئی حصہ ہے ہی نہیں، اس لیے دکان/مکان بیچ کر ان کو حصہ دینا والد پر لازم نہیں۔

**سوال:** اگر وہ شخص اپنی اولاد کو یہ کہے کہ جب میں زندہ نہ رہوں تو اس ملکیت کو بیچ کر وراثت میں سے اپنا حصہ وصول کر لینا، کیا ایسا کہنا شرعاً درست ہو گا؟

**جواب:** ایسا کہنا درست ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں۔ بعد میں ورثاء پر اس دکان و مکان کو فروخت کرنا لازم نہ ہو گا، بلکہ آپس کی رضامندی سے وہ تقسیم کر سکتے ہیں۔

«كل يتصرف في ملكه المستقل كيفما شاء، أي أنه يتصرف كما يريد باختياره، أي لا يجوز منعه من التصرف من قبل أي أحد، هذا إذا لم يكن في ذلك ضرر فاحش للغير.انظر المادة (١١٩٧)». (درر الحكام شرح مجلة الأحكام:٣ /٢١٠) "قال مشائخ بلخ: الإرث يثبت بعد موت المورث" (البحر الرائق:٩ /٣٦٤) "(وهل إرث الحي من الحي) أي قبيل الموت في آخر جزء من أجزاء حياته (أم من الميت؟) المعتمد: الثاني ـــ لان التركة في الاصطلاح ما تركه الميت." (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الفرائض:٦/٧٥٨)

## مسائل عدت

**سوال:** میری دوست عدّت میں ہے، تقریباً ۱۰ دن پہلے اس کے شوہر کا انتقال ہوا ہے، وہ اسکول میں ملازمت کرتی ہے، کیا وہ مکمل پردے کے ساتھ نوکری پر جا سکتی ہے؟ واضح رہے کہ وہ اس طرح پردہ کرتی ہے کہ اس کی آنکھیں تک نظر نہیں آتیں۔ نیز یہ تو معلوم ہے کہ عدّت میں بناؤ سنگھار یعنی میک اپ یا زیورات یا چمک دھمک والے لباس زیب تن نہیں کر سکتے، اس حوالے سے مزید رہنمائی فرمادیں کہ کیا ان دنوں فیشل بلیچ کروانا یا اپنی جلد کو درست کرنے کے لیے کوئی ہربل پروڈکٹ استعمال کرنا صرف صفائی کے غرض سے جائز ہے یا نہیں؟ مزید مکمل رہنمائی فرمادیں کہ بیوہ کو شریعت کی رو سے ان دنوں کس طرح وقت گزارنا چاہیے؟ مکمل رہنمائی کی درخواست ہے۔

**جواب:** (۱) اگر بیوہ کے پاس عدت کے دنوں میں گزر بسر کے بقدر مال ہو، چاہے شوہر کی میراث سے ملا ہو، یا اس کی کمائی وغیرہ کی بچت ہو تو اس کے لیے دورانِ عدت ملازمت کے لیے گھر سے نکلنا جائز نہیں۔ اور اگر گزارے کے بقدر مال نہیں ہے اور اس کا گزارہ اسی ملازمت پر موقوف ہے تو اگر ملازمت کے علاوہ کوئی اور ذریعہ آمدن نہ ہو اور ملازمت ترک کرنے کی صورت میں تنگ دستی اور معاشی پریشانی کا یقین ہو تو پھر پہلی کوشش تو یہ ہونی چاہیے کہ عدت کے دورانیے کی ملازمت سے چھٹی لے لی جائے، اگر اتنے لمبے عرصے کی چھٹی نہ مل سکے تو جتنی مل سکتی ہو اتنے عرصے کی چھٹی لے لی جائے، باقی ایام میں بوجہ مجبوری صرف دن کے اوقات میں زیب و زینت اختیار کیے بغیر ملازمت کے لیے گھر سے نکلنے کی گنجائش ہے۔ ملازمت کا وقت پورا ہوتے ہی گھر واپس لوٹنا لازم ہے۔

(۲) دورانِ عدت فیشل بلیچ کروانا، یا جلد کو صاف، تروتازہ رکھنے والی دوسری کوئی ہربل پروڈکٹ استعمال کرنا زیب و زینت میں شامل ہونے کی وجہ سے جائز نہیں۔ البتہ زیرِ ناف اور زیرِ بغل غیر ضروری بالوں کی لازمی صفائی کے لیے کوئی پراڈکٹ استعمال کرنے کی اجازت ہے۔

(۳) بیوہ عدت کی شرعی پابندیوں کا خیال رکھتے ہوئے گھر کی چاردیواری میں سب جائز امور سرانجام دے سکتی ہے، سب گھریلو کام کاج کر سکتی ہے، البتہ دورانِ عدت کسی کو پیغامِ نکاح بھیجنا، زیب و زینت والے لباس، چوڑیاں زیورات پہننا، کسی قسم کا بناؤ سنگھار

کرنا،اسی طرح بلاعذر شرعی،خوشی غمی وغیرہ میں شریک ہونے کے لیے گھر سے باہر نکلنا،سفر کرنا یہ سب باتیں شرعاً ممنوع ہیں۔

"حدثنا أحمد بن حنبل، حدثنا يحيى بن سعيد، عن ابن جريج، قال: أخبرني أبو الزبير، عن جابر قال: طلقت خالتي ثلاثا، فخرجت تجد نخلا لها، فلقيها رجل، فنهاها، فأتت النبي صلى الله عليه وسلم، فذكرت ذلك له، فقال لها: اخرجي فجدي نخلك، لعلك أن تصدقي منه أو تفعلي خيرا"۔(سنن ابی داود،باب في المبتوتة تخرج بالنهار،رقم الحديث:٢٢٩٧)

(قوله ومعتدة الموت تخرج يوما وبعض الليل) لتكتسب لأجل قيام المعيشة؛ لأنه لا نفقة لها ، حتى لو كان عندها كفايتها صارت كالمطلقة ، فلا يحل لها أن تخرج لزيارة ولا لغيرها ليلاً ولا نهاراً . والحاصل أن مدار الحل كون خروجها بسبب قيام شغل المعيشة فيتقدر بقدره، فمتى انقضت حاجتها لا يحل لها بعد ذلك صرف الزمان خارج بيتها، كذا في فتح القدير ".(البحر الرائق،فصل فی الاحداد:٤/١٦٦)

«قال في الفتح: والحاصل أن مدار حل خروجها بسبب قيام شغل المعيشة، فيتقدر بقدره، فمتى انقضت حاجتها لا يحل لها بعد ذلك صرف الزمان خارج بيتها.اهـ".(الدر المختار مع رد المحتار:٣/ ٥٣٦)

"على المبتوتة والمتوفى عنها زوجها إذا كانت بالغة مسلمة الحداد في عدتها، كذا في الكافي. والحداد: الاجتناب عن الطيب والدهن والكحل والحناء والخضاب، ولبس المطيب والمعصفر والثوب الأحمر وما صبغ بزعفران، إلا إن كان غسيلا لا ينفض، ولبس القصب والخز والحرير ،ولبس الحلي والتزين والامتشاط، كذا في التتارخانية".(الفتاوى الهندية،فصل فی الحداد:١/٥٣٣)

"ويباح لها عند الجمهور دخول الحمام المنزلي وغسل الرأس بالصابون ونحوه، ولها قص الأظافر ونتف إبط وحلق عانة (استحداد) وإتباع دم الحيض بطيب".(الفقه الاسلامی وادلته،القسم السادس الاحوال الشخصية:٩/٧٢٠٧)

## سورج گرہن کا اثر

**سوال**:سورج گرہن کا اثر ہونے کے حوالے سے بتادیں کہ دین میں اس بارے میں کیا رہنمائی ملتی ہے۔بعض گرہن کے وقت اس طرح کے عقائد رکھتے ہیں مثلاً حاملہ خواتین کا کمرے میں بند رہنا،وغیرہ۔ تو کیا اس کا سائیڈ افیکٹ ہوسکتا ہے اس لیے سورج کو دیکھنے سے منع کیا جاتا ہے،اور ہمارے نبی ﷺ نے نماز میں مشغول رہنے کا حکم دیا ہے۔سورج گرہن کا افیکٹ ہوتا ہوگا اس لیے بزرگوں نے منع کیا ہوگا کہ نماز نہیں پڑھتے تو باہر بھی نہ نکلیں۔

**جواب**:واضح رہے کہ سورج گرہن یا چاند گرہن اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ہیں۔سورج یا چاند کو گرہن لگنے کے وقت مسلمانوں کو اصل حکم یہ ہے کہ اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہوں،نماز،تلاوت ذکر واذکار کا اہتمام کریں اور یہ حکم مردوں اور عورتوں(جن میں حاملہ عورتیں بھی ہیں) سب کے لیے ہے۔ باقی حاملہ خواتین پر گرہن کے اچھے یا برے اثرات ہونا یا اس وقت میں باہر نکلنے کی ممانعت، کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں اس لیے اس کو شرعی حکم سمجھ کر کوئی احتیاط نہیں اپنانی چاہیے البتہ اگر تجربے یا تحقیق سے سورج گرہن کے منفی اثرات ثابت ہوں تو ایسا ہونے کے پکے اعتقاد کے بغیر احتیاطی تدابیر اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ، لاَ يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلاَ لِحَيَاتِهِ، وَلَكِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُخَوِّفُ بِهَا عِبَادَهُ (صحيح البخاري ،٢/ ٣٦) ترجمہ:"حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:سورج اور چاند اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ہیں ان دونوں کو گرہن کسی کی موت یا حیات سے نہیں لگتا،لیکن اللہ تعالی اس کے ذریعے اپنے بندوں کو(گناہوں سے) ڈراتے ہیں"۔

قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ مِنْ آيَاتِ اللهِ، وَإِنَّهُمَا لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَكَبِّرُوا، وَادْعُوا اللهَ وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا (صحيح مسلم ،٢/ ٦١٨) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:سورج اور چاند اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ہیں۔کسی کی موت یا حیات سے ان کو گرہن نہیں لگتا،جب تم ان کو(گرہن میں) دیکھو تو اللہ کی بڑائی بیان کرو،اللہ سے دعا کرو،نماز پڑھو،اور صدقہ خیرات کرو۔

**ختم شد**